https://ataunnabi.blogspot.com/

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

قادیانیت پر آخری ضرب

جناب پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب پروفیسر شاہ فرید الحق جمعیت علماء پاکستان کے ایک قابل فخر رہنماء ہیں۔ سندھ اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد کی حیثیت سے جو بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کا اعتراف کون نہیں کرتا۔

شاہ صاحب سیاسیات کے پروفیسر رہے ہیں اور اس مضمون کی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان دنوں وہ قرآن مجید کا آسان اور سلیس انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔

شاہ صاحب نے حالیہ قادیانی تحریک اور قومی اسمبلی کے فیصلے کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاکہ پاکستان کی زندگی کے یہ تاریخی لمحات ہمیشہ کے لئے تاریخ کا حصہ بن جائیں۔

مرکزی سیکرٹری اطلاعات، جمعیت علماء پاکستان

۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو نوجوانان اسلام نے (چناب نگر) ربوہ اسٹیشن پر حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگا کر جھوٹے مدعی نبوت کی جھوٹی امت کے دل پر ایک چرکہ لگایا۔ بھلا کفار کو برداشت کی کہاں طاقت۔ حالانکہ کفار اور مشرکین اپنے انجام سے باخبر ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ جب بھی وہ دین اسلام سے نبرد آزما ہوئے منہ کی کھائی۔ یہ بات اور ہے کہ بعض وقت مسلمانوں کے نقصان کی وجہ سے کبھی کبھی شکست ظاہری فتح معلوم ہوئی۔ ربوہ کے منافقین اور کفار کو یہ بات گراں گزری کہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے یا ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب کہ نوجوانان اسلام سفر سے واپس ہو رہے تھے۔ ان منافقین اور مرتدین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان پر حملہ کر کے زدوکوب کیا۔ ان کے لہو بہائے۔ بعض کو شدید ضربات پہنچائیں اور انہیں کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ کسی کا منہ توڑا گیا۔ کسی کی ناک کی ہڈی توڑی گئی۔ غرض یہ کہ بربریت کا سماں تھا۔ ٹرین باضابطہ روک کر یہ ساری کارروائی ان نام نہاد بہادر منافقین اور مرتدین نے چند نوجوان مسلمان طلبہ کے خلاف کی۔

قدرت کو جو منظور ہوتا ہے، وہی ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کا خون رنگ لایا۔ ان مرتدین اور منافقین کے خلاف دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا۔ پورے ملک میں آگ لگ گئی۔ بالخصوص پنجاب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نوجوان طلباء میدان میں آ گئے۔ ربوہ کے گردونواح میں مسلمان بستیاں پہلے بھڑک اٹھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جوابی کارروائی شروع ہوگئی۔ پورے علاقہ میں تحریک کی صورت پیدا ہوگئی۔ رفتہ رفتہ اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ آگ معمولی آگ نہیں تھی۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کی آگ تھی۔ یہ پانی سے نہیں بجھائی جاتی یہ کچھ اور ہی تلاش کرتی ہے۔ آج بھی اس پاکستان میں سواد اعظم مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور ناموس رسالت کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔ باوجود تمام برائیوں اور گناہوں کے مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف نہ کوئی بات سن سکتا ہے اور نہ برداشت کر سکتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے جو منافقت کا لبادہ اوڑھ کر بزعم خود اپنے کو مسلمان کہیں اور حضور ﷺ کے مقام کو نہ پہچانیں۔ قرآن کی کھلی آیات اور اس کے کھلے مطلب کا انکار کر کے پوری امت مسلمہ کو بیوقوف بنائیں۔ تواتر سے جو عقیدہ مسلمانوں کے درمیان چلا آ رہا ہے۔ اس کے خلاف پچھلے نوے سال سے چند مٹھی بھر افراد نبرد آزما ہوں اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو چیلنج کریں۔ وہ تو خیر کیجئے صدیق اکبرؓ کا زمانہ نہیں ہے۔ ورنہ غلام احمد مرتد تلوار کی زد سے بچ کر نہیں جا سکتا تھا اور مرتدین اس طرح مسلمانوں کے ملک میں دندناتے نہ پھرتے۔

پاکستان کے قیام تک میں ان قادیانیوں نے روڑے اٹکائے۔ یہاں تک کہ ظفر اللہ نے باؤنڈری کمیشن میں بھی پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس طرح گرداسپور قادیان اور کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

اس کے بعد مسلسل یہ لوگ پاکستان کے خلاف سازش میں جتلا رہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بناتے رہے۔ بیرون ممالک میں اپنے اڈے قائم کئے اور پاکستان کے سہارے غلط پروپیگنڈہ کر کے افریقی اور دیگر ممالک کے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے رہے۔

مرزا بشیر الدین محمود نے یہ وصیت کی تھی کہ بھارت کو پھر اکھنڈ بنانے کی جدوجہد کی جائے اور مری سڑی ہوئی لاش کو پاکستان بھارت کے ایک ہونے کے بعد قادیان میں دفن کیا جائے۔ جو کردار مشرق وسطیٰ میں یہودی ادا کر رہے ہیں۔ وہی کردار پاکستان میں قادیانی اور یہ لاہوری ادا کر رہے ہیں۔ جو بزعم خود احمدی کہلاتے ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت کے علماء، صوفیا اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائد اعظم محمد علی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جناح کے شانہ بشانہ لڑے تھے۔ اس لئے انہیں اس ملک سے قلبی محبت اور لگاؤ تھا اور ہے۔ انہوں نے صرف مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان کے ساتھ دھوکہ کیا جائے گا اور بعد میں مفاد پرست حضرات پاکستان کے نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہوں گے۔

کافی دنوں تک پاکستان بننے کے بعد سواد اعظم اہل سنت حکومتی سیاست سے الگ رہے۔ لیکن دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے محراب و منبر سے اپنی آواز بلند کرتے رہے۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے علمائے اہل سنت کے افراد نے جن میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ، مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان) اور مولانا سید سعید احمد کاظمی اور مولانا عبدالستار خان نیازی وغیرہ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور حکمرانوں پر یہ واضح کیا کہ ان کو تبلیغ سے روکا جائے۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کو سواد اعظم اہل سنت اپنے ایمان کا جز تصور کرتے ہیں۔ وہ ذکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا مشغلہ درود وفاتحہ ومیلاد اور منقبت رسول ہے۔ انہیں اعمال کی وجہ سے انہیں مخالفین کے طعنے بھی سننے پڑے۔ یہ ان تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو کر حضور اکرم ﷺ کے ذکر کو اپنے ایمان کی کسوٹی تصور کرتے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت کے علماء اور عوام قرآن کی اس آیت کا ورد ہر فاتحہ درود وتلاوت اور ذکر میں کرتے ہیں۔ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾

ایسے لوگ بھلا کب اور کیسے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ یا اس کے خلاف معرکہ آرائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں؟

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی علماء اور عوام اہل سنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تاریخ کے اوراق ان کے گواہ ہیں۔ بالخصوص جسٹس منیر کی رپورٹ اس کی منہ بولتی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصویر ہے۔ لاتعداد علماء اہلسنت جیلوں میں گئے۔ سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ مولانا عبدالستار نیازی اور مولانا خلیل احمد صاحب قادری کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی۔ ان تمام حالات کے باوجود ان رہبران ملت کے پاؤں میں لغزش نہ آئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک اس کے بعض نام نہاد شرکاء اور تنظیم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ضرور ہوئی۔ لیکن یہ بیج ایسا بو گئی تھی۔ جس کا پھل کبھی نہ کبھی آنا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس بیج کی آبیاری نوجوان طلبہ نے شروع کی۔ اس میں علماء اور عوام شامل ہو گئے اور ۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس کا پھل نہ صرف اسلامیان پاکستان کو بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملا۔ یہ کیوں اور کیسے ملا۔ کھیت کی کس کس نے آبیاری کی۔ کون اس کے لئے شکریہ کے حقدار ہیں۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ جو قومی اسمبلی کا پورا ریکارڈ مل جانے پر انشاء اللہ پیش کی جائے گی۔

یہاں مختصراً اس ضمن میں جو کارروائی علمائے اہل سنت اور دیگر افراد کی طرف سے کی گئی اور حکومت کا رویہ کیسا رہا؟ اس کی روداد اپنی معلومات کی بناء پر جو میں نے اراکین قومی اسمبلی بالخصوص مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سے حاصل کی ہیں، پیش کرتا ہوں۔ تحریک کی کامیابی کے آخری دنوں یعنی ۴ ر ستمبر ۱۹۷۴ء سے ۸ ر ستمبر ۱۹۷۴ء تک میں بھی اسلام آباد میں مقیم تھا۔ اس لئے آخری وقت کی کارروائیوں سے کچھ نہ کچھ میں نے ذاتی طور پر بھی واقفیت سے حاصل کی ہے۔

قوم کے نام ۱۳ ر جون ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لمبی تقریر نشر کی۔ میں اس تقریر پر فی الوقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ عوام کو معلوم ہے کہ بھٹو صاحب کیسی تقریر کرتے ہیں اور کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال انہیں موقع کی سنگینی اور نزاکت کا احساس ہوا۔ پنجاب آگ میں جلنے لگا۔ چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑتی گئی۔ گرفتاریاں اور مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ پولیس اور سکیورٹی فورس حرکت میں آ گئی۔ ملک کی پوری انتظامیہ لاء اینڈ آرڈر کے بہانے عوام کے ساتھ سختیوں اور تشدد پر اتر آئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ اسے طے کرنے کا راستہ جمہوری طریقے سے طے کیا جائے۔ اس لئے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں ۳۰ ر جون کو پیش کر دیا جائے گا۔ وہ جو فیصلہ کرے گی۔ وہ مجھے اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکستان کے تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں۔ نئے فتوے کی ضرورت نہیں۔ علماء کرام اپنی تحقیقیں تمام کر چکے ہیں۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ انہیں بحیثیت مسلمان کے پاکستان میں تبلیغ کرتے رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں! غیر مسلم کی حیثیت سے ان کے جان و مال کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن منافق کی حیثیت سے رہنے کا اختیار نہیں دیا جاسکتا۔ چونکہ پاکستان میں عظیم اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تصور کرتے ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کی نبوت یا وحی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے کفر اور ارتداد تصور کرتے ہیں۔ اس لئے اس عقیدے کے خلاف جو لوگ بھی ہیں۔ وہ کافر مرتد ہیں۔ وہ اپنے کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

چونکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ اس لئے اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف کسی منافق کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لازمی طور پر قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت سے قرار دیا جائے تاکہ پاکستان سازش سے بچ سکے اور مسلمان اپنے دین و ایمان کا تحفظ کر سکیں۔

وزیر اعظم نے جمہوریت کے سہارے اس بنیادی مسئلہ کے لئے بھی مہلت چاہی۔ حالانکہ جمہوری اداروں کے ذریعے اسلامی مملکت میں بنیادی عقائد طے نہیں کئے جاتے۔ اسلام میں جمہوریت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہے۔ وہ اکثریت سے حلال ہو جائے اور حلال حرام ہو جائے۔

اسی طرح اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی آخری نبوت اور رسالت۔ قرآن کے وحی الٰہی ہونے کے متعلق فیصلہ یا قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ۔ اس قسم کی بنیادی باتیں مغربی طرز کی اکثریتی جمہوریت کے طور پر نہیں طے ہوتیں۔

بہرحال حکومت نے وقت لیا۔ ادھر تحریک پھر زور شور سے چلنے لگی۔ حضور ﷺ کی خاتمیت پر ایمان رکھنے والے مختلف الخیال لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اس میں اہل سنت کے علاوہ دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے افراد مثلاً نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت العلمائے اسلام (مفتی گروپ) جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہو کر کام شروع کیا! اور اس طرح ایک مرکزی مجلس عمل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔

مرکزی مجلس عمل کے صدر دیو بند مکتبہ فکر کے (شیخ الاسلام) مولانا (سید محمد یوسف) بنوری (کراچی) منتخب ہوئے اور اس کے جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات مدظلہ العالی حزب الاحناف لاہور منتخب ہوئے۔ مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی۔

عملی طور پر اس مجلس میں جن لوگوں نے حصہ نہیں لیا وہ یہ ہیں۔ تحریک استقلال بحیثیت جماعت مجلس عمل میں شریک نہیں ہوئیں۔ البتہ انفرادی طور پر تحریک استقلال کے ایک رہنماء صاحبزادہ احمد رضا قصوری ایم این اے مجلس عمل کے رہنماؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت کرتے رہے اور قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقاریر کیں۔

اس کے علاوہ کچھ خالص سرکاری کاسہ لیس مولوی نام نہاد جمعیت علماء پاکستان جس کے سربراہ بزعم خود صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب آلومہار شریف والے ہیں۔ نیز چند مشہور اور معروف خوشامدی مولوی ان تمام کا ذکر فضول ہے۔ یہ لوگ حکومت کے اشارے کے منتظر رہے۔ حضور ﷺ سے نہ جانے انہیں کتنا لگاؤ ہے اور موجودہ حکومت کے افراد بالخصوص بھٹو صاحب سے۔ یہ لوگ کتنا قریب ہیں۔ اس کا فیصلہ عوام خود کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں نے بھی قادیانیوں کے خلاف گول مول بیانات دیئے لیکن کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے شروع کیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا زور شور ہوا۔ مساجد اور منبروں سے حضور ﷺ کی منقبت شروع ہوئی۔ ان کے مقام کی فضیلت بیان کی گئی۔ جلوس نکالے گئے۔ مجلس عمل نے چند صاف اور واضح مطالبات رکھے۔ وہ یہ ہیں:

۱..... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲..... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۳..... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

ویسے تمام جماعت کے لوگوں نے جو اس تحریک میں ساتھ تھے۔ اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ لیکن سواد اعظم اہل سنت نے جتنا اسے حق تھا، وہ ادا کیا۔ علماء اور خطباء پورے ملک میں اپنی تقریر وتحریر کے ذریعے مسئلہ کی اہمیت کو واضح کرنے لگے۔ سندھ میں مجلس عمل کا صدر جناب صوفی محمد ایاز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خان صاحب نیازی صدر جمعیت علمائے پاکستان (کراچی ڈویژن) کو بنایا گیا۔

جنھوں نے اس صوبہ کے تمام اضلاع میں مجلس عمل کی بنیاد ڈالی۔ دورے کئے اور مسئلہ سے عوام الناس کو روشناس کرایا اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس مسئلہ کو التواء میں نہ ڈالے۔ ادھر پنجاب میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اور مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر صاحب اور مفتی ظفر علی نعمانی (سینیٹر) دو محاذوں پر لڑ رہے تھے۔ پورے صوبے کا دورہ بھی کر رہے تھے اور اسمبلی کی کارروائیوں میں برابر کے شریک رہے۔

ان حضرات کے ساتھ بطل حریت جانباز ختم نبوت مولانا عبدالستار نیازی جنھیں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی، بھی شامل ہوئے اور پورے پنجاب میں ان علماء اور انجمن طلباء اسلام کے سپوتوں نے حضور ﷺ کے عشق و محبت کا اپنی بساط سے زیادہ حق ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب کے صدر اقبال اظہری، محمد خان لغاری سیکرٹری نشر و اشاعت، قاری عطاء اللہ نائب ناظم رانا لیاقت ناظم، لاہور راؤ ارتضیٰ اشرفی، ناظم اوکاڑہ، عبدالرحمٰن مجاہد، سندھ کے حافظ محمد تقی افضال قریشی، محمد حنیف طیب، علماء میں مجاہد اہل سنت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اسیر ہوئے اور ضمانت پر رہائی سے انکار کر دیا۔ سخت اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد بشیر چشتی خطیب پنڈی کیمپ کو بھی اسیری کا شرف حاصل ہوا۔

ان مشاہیر کے علاوہ سینکڑوں خطباء اور آئمہ قید و بند میں ڈالے گئے۔ باوجود حکومت کے تشدد اور پابندی کے ان علماء نے آواز حق بلند کیا۔ لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگ گئی۔ مساجد میں جلسے سے روک دیا گیا۔ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو گیا اور اس طرح ذکر مصطفےٰ ﷺ کو پوری شدت سے روکا گیا۔ لاٹھی چارج ہوا۔ آنسو گیس چھوڑی گئی۔ گولیاں چلیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں خود ایس پی اور ڈی ایس پی نے گولیاں چلائیں۔ ۴۰ کے قریب افراد نے راہ حق میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ تمام کام باہر ہو رہے تھے اور اندر حکومت مشورے کر رہی تھی۔ تین روز کے کام میں مسلسل تین مہینہ لگایا گیا۔

اس اثناء میں بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں کے غیور بلوچ اور پٹھانوں نے قادیانیوں کے متعلق اپنے رد عمل کا اظہار کیا تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کردی۔ وہ غالباً اگست ۱۹۷۴ء کی کوئی تاریخ تھی۔ لیکن بعد میں یہ تاریخ بدل دی گئی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء فیصلہ کی آخری تاریخ مقرر کی گئی۔

علماء، طلباء اور عوام نے جو عظیم جدوجہد کی۔ اس کے نتیجہ میں اراکین قومی اسمبلی بھٹو صاحب سمیت اس مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کو تیار ہو گئے۔

اسمبلی کی کارروائی

مسئلہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو دو قراردادوں کی شکل میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے نبی یا مصلح تصور کرتا ہے۔ ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی ممبر قومی اسمبلی و پارلیمانی لیڈر جمعیت علمائے پاکستان جنرل سیکرٹری متحدہ حزب اختلاف قومی اسمبلی و صدر جمعیت علمائے پاکستان اور صدر ورلڈ اسلامک مشن نے حزب اختلاف کے ۲۲ افراد کے دستخط سے جو بعد میں ۳۷ کی تعداد ہو گئی، پیش کی۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے بھی دستخط کیے۔

قرارداد کا متن

ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کو نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنماء کسی صورت میں بھی گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے۔ جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہیئے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔ قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔

۱......مولانا مفتی محمود۔ ۲......مولانا شاہ احمد نورانی۔ ۳......مولانا سید محمد علی رضوی۔ ۴......چودھری ظہور الٰہی۔ ۵......مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری۔ ۶......پروفیسر غفور احمد۔ ۷......مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)۔ ۸......سردار شیر باز خان مزاری۔ ۹......مولانا ظفر احمد انصاری۔ ۱۰......صاحبزادہ احمد رضا قصوری۔ ۱۱......مولانا صدر الشہید۔ ۱۲......جناب عمرہ خان۔ ۱۳......سردار شوکت حیات خان۔ ۱۴......راؤ خورشید علی خان۔ ۱۵......جناب عبدالحمید جتوئی۔ ۱۶......جناب محمود اعظم فاروقی۔ ۱۷......مولوی نعمت اللہ۔ ۱۸......سردار مولابخش سومرو۔ ۱۹......حاجی علی احمد تالپور۔ ۲۰......رئیس عطاء محمد مری۔ ۲۱......مخدوم نور محمد صاحب۔

بعد میں قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے:

۲۳......نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی۔ ۲۴......جناب کریم بخش اعوان۔ ۲۵......مہر غلام حیدر بھروانہ۔ ۲۶......صاحبزادہ صفی اللہ۔ ۲۷......ملک جہانگیر خان۔ ۲۸......جناب اکبر خان مہمند۔ ۲۹......حاجی صالح خان۔ ۳۰......خواجہ جمال محمد کوریجہ۔ ۳۱......جناب غلام حسن خان دھاندلہ۔ ۳۲ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان۔ ۳۳......میاں محمد ابراہیم برق۔ ۳۴......صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری۔ ۳۵......جناب عبدالسبحان خان۔ ۳۶......میجر جنرل جمالدار۔ ۳۷......جناب عبدالمالک خان۔

قرارداد اسمبلی میں غور کے لئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی۔ پروفیسر غفور احمد۔ حضرت مولانا مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

،مولانا کوثر نیازی شامل کیے گئے۔

۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

اسی اثناء میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی میں پیش کیا گیا۔ جس میں مرزا ناصر احمد ربوہ گروپ نے اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ کمیٹی نے خوشی سے اجازت دے دی۔ مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ جو ۱۸۰ صفحات پر مشتمل تھا، حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھئے، جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اندر اس بند ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا، سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر وہ چونک پڑا اور کہا (I am in turb) سارے اراکین اسمبلی یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے اس طریقہ سے گرے۔

بہر حال محضر نامہ پڑھا گیا۔ اس کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور نیز علمائے ملت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ مولوی غلام غوث ہزاروی نے بھی محضر نامہ کا اپنی طرف سے الگ جواب دیا۔

سوالوں کی تعداد طویل تھی۔ تقریباً ۷۵ سوالات صرف علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کیے گئے۔ سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ ہو کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بٹھا کر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کارروائی چونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کی تفصیلات بیان نہیں کی جاسکتی۔ ہاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق نہیں معلوم تھے۔ انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جس طرح ان قادیانیوں نے قرآن وحدیث کی توضیح اور من مانی تشریح کی ہے۔ اس طرح مرزا ناصر، مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال اور تحریرات کی توجیح بیان کر رہا تھا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بلکہ اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوا۔

نئی تہذیب اور تعلیم کے لوگ جو مذہبی مسائل کو دقیانوسی شمار کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو خالص فرقہ وارانہ شیعہ سنی یا وہابی مسئلہ سمجھتے تھے، وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ یہ لوگ ایک الگ مذہب کے پرچارک ہیں اور یہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفٰے الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے اس تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ رات رات بھر دورے کرتے رہے۔ تقریریں کیں۔ مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض انجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ان کے محضرنامہ کے جواب کی تیاری کی۔ علامہ عبدالمصطفٰے الازہری، مولانا محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کئے۔ مسلسل مہینوں اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد میں مقیم رہے۔

حکومت اور بالخصوص جناب ذوالفقار علی بھٹو کے رویہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس پوری تحریک کے دوران ان کی جماعت کے لوگوں نے کھل کر عوام کے سامنے نہ کوئی تقریر کی اور نہ عوام کے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ ہاں کمیٹی اور رہبر کمیٹی کو طول دینے کا فریضہ انجام دیا۔ پورے ملک میں زور و شور سے تحریک چل رہی تھی اور حکومت طاقت استعمال کر رہی تھی۔ جگہ جگہ ظلم و تشدد کی پرانی داستان دہرائی گئی۔ بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں۔ جلسہ جلوس پر پابندی عائد کر دی گئی۔ حتیٰ کہ مساجد میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پنجاب تو پنجاب، سندھ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ میں خود سندھ میں متعدد شہروں اور قصبات میں گیا۔ جلسوں سے خطاب کیا۔ بعض جگہوں پر لاؤڈ سپیکر زبردستی استعمال کیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ٹنڈو آدم کی مسجد میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کا ایک جلسہ تھا۔ جس میں مجھے اور مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے کراچی کو خطاب کرنا تھا۔ رات کو جب ہم لوگ بذریعہ کار ٹنڈو آدم پہنچے تو معلوم ہوا کہ جلسہ فلاں مسجد میں ہے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ بغیر لاؤڈ سپیکر جلسہ چل رہا ہے۔

پورے شہر میں مساجد کے لوگ ڈر کے مارے جلسہ کرانے سے گھبرا رہے تھے۔ دہشت گردی کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ اسلام آباد میں میری موجودگی میں گورنمنٹ ہاسٹل کے سامنے ایک جلوس پر ٹیئر گیس کے شیل پھینکے گئے۔ لاٹھی چارج ہوا۔ یہاں تک کہ ہوسٹل کے اندر جہاں اراکین قومی اسمبلی ٹھہرے ہوئے تھے۔ شیل پھینکے گئے۔ یہ واقعہ جمعہ ۷ رجون ۱۹۷۴ء کو دوپہر کو ہوا اور رات بھر بلکہ دوسرے دن تک لوگ ہوسٹل سے باہر نہ نکل سکے۔ اس لئے کہ شیل کے دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں کھولنی مشکل ہو گئی تھیں۔

اوکاڑہ، ساہیوال، جہلم، گجرات، سرگودھا، لائل پور میں جو کچھ ہوا۔ وہ حکومت کے کارناموں کا بدترین ریکارڈ ہے۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر ختم نبوت کے عقیدہ کی تبلیغ سے کیا نقصان پہنچ رہا تھا۔ ادھر تو تحریر وتقریر پر پابندی عائد کی گئی۔ اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا۔ ادھر قادیانیوں کو کھلی چھٹی تھی کہ وہ جو چاہیں اپنے اخباروں اور رسالوں میں لکھ دیں۔ جس طرح چاہیں سائیکلو اسٹائل مضامین خطوط کے ذریعے عام مسلمانوں کو بھیجیں اور گمراہ کریں۔ سواد اعظم کوئی اشتہار کتابچہ چھاپے تو اس پر پابندی تھی۔ اسلام دوستی اور حضور ﷺ سے وابستگی کا مظاہرہ۔

اس تحریک کی ساری کامیابی کا اعزاز صرف اور صرف عامۃ المسلمین بالخصوص سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا، قابل مبارکباد ہیں۔ ۱۹۵۳ء کے شہداء اور اسیران قابل مبارکباد ہیں۔ علماء اور طلباء قابل مبارکباد ہیں۔ وہ شہداء جن کا خون اس تحریک میں بہا مبارکباد کے مستحق ہیں۔ قابل مبارکباد ہیں لوگ جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر وہ لوگ جو قومی اسمبلی کے اراکین ہیں۔ بالخصوص وہ علماء جنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا دن رات ایک کر دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مجبوراً گھٹنے ٹیک دے۔ بالخصوص پنجاب کے عوام نے بھٹو صاحب کے ہوش اڑا دیئے اور جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ بھی ہوا کہ پولیس نے اس مسئلہ میں مدد سے معذوری ظاہر کردی۔

بھٹو صاحب خود کہاں تک اس مسئلہ سے دلچسپی رکھتے تھے۔اس کا اندازہ ان کی تقریروں سے اور بالخصوص آخری تقریر سے جو اس مسئلہ پر انہوں نے اسمبلی میں کی، ہوتا ہے۔

آخری تقریر میں انہوں نے اس میں شک نہیں کہ اسے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ قرار دیا۔ پرانا مسئلہ بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ ناموس مصطفیٰ ﷺ کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ادھر وہ یہ مسئلہ حل کررہے ہیں دوسری طرف سیکولرازم اور سوشل ازم کا نام لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں بیک وقت بھٹو صاحب کس کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ سوشلزم سوشلزم زبان پر اب تک جاری ہے۔ لیکن اتنی ہمت نہیں ہو سکی کہ اس لفظ کو آئین میں جگہ دلا سکیں۔ برخلاف اس کے مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی جدوجہد سے اسلام کو سرکاری مذہب ماننا پڑا۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنا پڑی اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔

بھٹو صاحب آخر وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے۔ کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی احمدی نہیں آنا چاہئے۔ کبھی غلام احمد نام پر اعتراض۔ غرض یہ کہ ۵ ستمبر ۱۹۷۴ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی، مولا بخش سومرو صاحب، جناب فاروق صاحب اور چودھری ظہور الٰہی صاحب کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی۔ ۵ کو دو میٹنگز ہوئیں مگر مسئلہ طے نہ ہوا۔ ۶ ستمبر کو دو میٹنگز ہوئیں۔

ادھر مرکزی مجلس عمل، تحفظ ختم نبوت کا راولپنڈی میں مسلسل اجلاس ہو رہا تھا۔ سارے لوگ فیصلے کے منتظر تھے۔ پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ پورے ملک کے کونے کونے میں فوج

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعینات کردی گئی۔ آخرکار ۶ ستمبر کا دن گزر کر شب میں تقریباً ۱۲ بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں فوری ترمیم منظور کی گئی اور اس روز ۷ بجے شب میں سینیٹ نے اس کی توثیق کر دی۔

بھٹو صاحب نے کیسے مانا؟ کیا کیا باتیں ہوئیں؟ یہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت تفصیل سے تحریر کیا جائے گا۔ جب اسمبلی کی تمام کارروائی کو بھی شائع کرنے کی اجازت ممکن ہو جائے۔ ابھی تمام باتیں صیغہ راز میں رکھی گئی ہیں۔

اب میں آخر میں ان ترامیم کی طرف آتا ہوں جو آئین میں کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قراردادوں پر غور کرنے نیز پوری کارروائی مکمل کرنے کے بعد اسمبلی کو متفقہ طور پر مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی:

الف...... پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔ (اول) دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔ (دوم) دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعہ منکرین ختم نبوت کی تعریف کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

ب...... کہ موجودہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح

کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

ج...... کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترمیمات کی جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و...... کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کی جان ومال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو ساڑھے ۴ بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

(۱)...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

۱...... یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

(۲)...... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ "اشخاص" کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں۔ (آئین کی اس دفعہ میں دراصل غیر مسلم اقلیتوں کو صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی مختص کرنے کا ذکر ہے۔ اس میں عیسائی، پارسی، ہندو، بدھ اور اچھوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے لئے مختلف صوبوں میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اچھوتوں سے پہلے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے)

(۳)...... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی۔ یعنی (۳) جو شخص محمد ﷺ کے جو آخری نبی ہیں، خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا محمد ﷺ کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کی اغراض میں مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ کل ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کے خاتم النبیین پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari